ٹیگور اور اقبالؔ: تقابلی مطالعہ

حنا صبا، لیکچرر، گورنمنٹ کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن، لاہور

Abstract

Tagore and Iqbal has been discussed in various comparative studies. In this article it is explored that some common elements in themes are existed in both great writers.

اُردو ناقدین میں ایک عرصے تک اقبال اور ٹیگور کے تقابلی مطالعے کا رجحان بھی موجود رہا ہے حالانکہ دونوں کے فکری رجحانات مختلف ہونے کی وجہ سے ان کے موازنے کی گنجائش بہت کم ہے۔

دونوں نے شاعری کی ابتدا رومانوی طرزِ سخن سے کی۔ اس کی وجہ اس دور میں رومانوی شعری رجحان اور انگریزی شاعری کے اثرات بھی ہو سکتے ہیں۔ اقبال کی ابتدائی نظم ''ہمالہ''[۱] رومانویت کا شاہکار کہی جا سکتی ہے۔ اسی طرح ٹیگور کی ابتدائی شاعری ۱۸۷۳ء میں کوہ ہمالیہ کا ذکر بار بار آیا ہے۔ لیکن اس کا ایک اور محرک ذاتی تجربہ بھی تھا جب وہ پہلی بار اپنے والد کے ہمراہ ہمالیہ پر قیام کیلئے گیا۔[۲]

نوعمری میں ہمالیہ پہاڑ پر قیام کا یہ تجربہ مختلف صورتوں میں آخر تک ٹیگور کے فن میں اظہار کے وسیلے تلاش کرتا نظر آتا ہے:

> ''اے ساگر تو صدیوں سے کونسی زبان بولتا آ رہا ہے۔
> میں تو یہی معلوم کرتا رہا ہوں کہ کون سی زبان لافانی ہے، ساگر نے جواب دیا:
> اے پہاڑوں کے راجہ تیری خاموشی کس بات کی مظہر ہے
> میرا جواب میری ابدی خاموشی میں ہی پنہاں ہے پہاڑوں کے راجہ کا جواب تھا
>
> ....
>
> اس چھوٹی سی نظم میں رابندر ناتھ ٹیگور نے مختصر اور جامع الفاظ میں بتایا ہے کہ قدرتی مناظر خاص طور سے پہاڑ اور سمندر شاعر کو کس طرح رموزِ حیات سے آگاہ کراتے ہیں۔ کوہ ہمالیہ کی بلندیاں اہل وطن کیلئے ہمیشہ باعثِ افتخار رہی ہیں۔ عظمتِ ہمالیہ کو گورو رابندر ناتھ ٹیگور نے جس انوکھے انداز سے دیکھا اور پرکھا اس کی اپنی انفرادیت ہے۔''[۳]

ٹیگور اور اقبال دونوں نے قومیت کے روایتی تصور کو سخت ناپسند کیا کیونکہ جارحیت، ظلم اور فاشزم کی ابتدا قوم پرستی سے

ہی ہوتی ہے۔لیکن دونوں مفکروں کا اس ضمن میں ذہنی پس منظر فرق تھا۔جس کی وضاحت پروفیسر معین الدین نے یوں کی ہے:

''اقبال اور ٹیگور دونوں قومیت کے اس تصور کو سرے سے رد کرتے ہیں۔اقبال یہ موقف عقیدہ توحید کی سربلندی کے حق میں اختیار کرتے ہیں تو ٹیگور یونیورسل ہیومنزم کے تصور کی حمایت میں۔''۴

اقبالؔ کہتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

جبکہ ٹیگور نے روایتی وطن پرستی کی مخالفت میں جہاں گورا اور گھرے باہرے جیسے ناول لکھے۔ وہیں براہِ راست تحریروں میں بھی اس کا برملا اظہار کیا۔مثلاً ۱۹۰۸ء کے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''میری آخری پناہ گاہ انسانیت ہے۔ ہیروں کی قیمت پر میں کانچ ہرگز نہیں خریدوں گا اور جب تک میری جان میں جان ہے، انسان پرستی پر وطن پرستی کو کبھی حاوی نہیں ہونے دوں گا۔''۵

ٹیگور اور اقبال دونوں کا فکر رسا ذہن ایک طرف عالمگیر مسائل و معاملات کیلئے نظریہ سازی کرتا ہے تو دوسری طرف بچوں کی شاعری بھی پیش کرتا ہے۔

لیکن فرق یہ ہے کہ اقبال نے بچوں کیلئے منظومات لکھیں مثلاً مکڑا اور مکھی، ایک پہاڑ اور گلہری، بچے کی دُعا، پرندے کی فریاد وغیرہ۶ جبکہ ٹیگور نے بچوں کے بارے میں منظومات لکھیں۔ خاص طور پر ان کا مجموعہ ''ششو'' (ماہِ نو)۷ دیکھا جا سکتا ہے جس میں بچوں کی فطری معصومیت، نفسیات اور حیرت انگیز تخیل کو کمال مہارت سے پیش کیا گیا ہے۔

زبان و بیان اور فنِ شاعری کے حوالے سے ٹیگور اور اقبال کے کلام میں قدر مشترک تلاش کرتے ہوئے شانتی رنجن بھٹاچاریہ نے اپنی کتاب ''اقبال، ٹیگور اور نذرل'' میں لکھا ہے:

''ٹیگور اور اقبال کا ادب بہت حد تک شرفاء، متوسط طبقہ یا تعلیم یافتہ لوگوں کا ہی ترجمان رہا ہے۔اقبال کی زبان سادہ نہیں ہے۔حکیمانہ رنگ نے ان کے کلام میں ایسے الفاظ لائے ہیں جو عام لوگ سمجھ نہیں پاتے بلکہ اقبال نے کافی دقیق الفاظ کا استعمال کیا ہے لہٰذا اقبال کے کلام سے لطف اُٹھانے کیلئے زبان کا گہرا علم ہونا بھی ضروری ہے۔خزانہ الفاظ کے علاوہ ان کے تلمیحات و اشارات، تشبیہات و استعارات کو سمجھنا بھی مشکل ہے اور اس کے لیے وسعتِ مطالعہ کی ضرورت ہے۔ ٹیگور کا حال بھی اس سلسلے میں کچھ زیادہ جدا نہیں ہے۔''۸

اُردو ناقدین میں ٹیگور اور اقبال کے بلا جواز موازنے اور تعصب کا انداز بھی ملتا ہے۔اس حوالے سے بدترین مثال ڈاکٹر عارف بٹالوی کی کتاب ''ٹیگور اور اقبال'' ہے۔اس میں وہ دونوں کی شعری مثالیں متوازی پیش کرکے انتہائی غیر معقول الفاظ استعمال کرتے ہیں جو صرف ان کی ذاتی سوچ کی عکاسی ہے۔مثلاً:

''اپنے دروازے پر پہنچنے کیلئے مسافر کو ہر ایک نامعلوم دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے اور مجھے بھی آخر میں اپنی عبادت گاہ تک پہنچنے کیلئے بیرونی دُنیا میں بھٹکنا پڑتا ہے۔(ٹیگور)

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبالؔ اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر آپ ہی منزل ہوں میں

(بانگِ درا)

یہ کور نگاہی، یہ ناواقفیت، یہ بے خبری ٹیگور ہی کے حصے میں آتی ہے ورنہ ایسا جہاں بین شخص یہ بچپنے کی سی باتیں نہ کرتا۔ اقبالؔ نے اشارتاً ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیا ہے کہ جس کی تمھیں تلاش ہے وہ تم خود ہی ہو۔ تم اپنی آپ منزل ہو صرف نگاہ قلب درکار ہے۔'' ۹

اس سے بھی بڑھ کر شرمناک الفاظ سیماب اکبر آبادی نے رسالہ اضطراب کے مدیر کے نام ایک خط میں استعمال کیے جسے انہوں نے بعینہٖ رسالے میں شائع کر دیا:

''ڈاکٹر ٹیگور کی بین الاقوامی شہرت ان کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ وہ ایک نظم بنگلہ زبان میں کہتے تھے اور ان کے تنخواہ یاب مترجم اس نظم کا ترجمہ دُنیا بھر کی مشہور اور زندہ زبانوں میں کر کے انہیں زبانوں کے اخباروں اور رسالوں کو بھیج دیتے تھے۔ اس کام کیلئے پورا سٹاف شانتی نکیتن میں موجود تھا............ اس کے برعکس آج میں ایک نظم لکھتا ہوں۔ وہ اضطراب میں آپ کے شکریہ کے ساتھ شائع ہو جاتی ہے۔ چند اور نفوس اسے پڑھ لیتے ہیں اور پھر رسالہ ہمیشہ کیلئے الماریوں میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ عالمگیر شہرت ڈاکٹر ٹیگور کو حاصل ہو گی یا مجھے؟ ......

اگر آپ ان کی ارتھی کے اس شاندار جلوس سے متاثر ہو کر ٹیگور نمبر نکال رہے ہیں تو ڈاکٹر ٹیگور مرض الموت کے زمانے میں کلکتہ اس لئے لائے گئے تھے کہ ان کا انتقال بنگال کے سب سے بڑے شہر میں ہوتا کہ ان کی ارتھی کا جلوس زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ پوری شان سے نکلے......'' ۱۰

یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ایک ہی عہد میں موجودگی کے باوجود ٹیگور اور اقبال کی کبھی ملاقات نہیں ہو سکی۔ ۱۱ اسے اتفاق بھی کہا جا سکتا ہے اور اس کی ایک وجہ بھی تھی کہ دونوں ایک دوسرے کی زبان سے بالکل ناواقف تھے۔

ٹیگور نے اس امر پر تعجب کا اظہار کیا کہ اقبال اُردو اور فارسی کی بجائے پنجابی میں کیوں نہیں لکھتے۔ جبکہ وہ اس علاقے کے رہنے والے ہیں۔ اس کا حوالہ ڈاکٹر افضل اقبال کی خودنوشت میں بھی ملتا ہے جہاں وہ شانتی نکیتن میں ٹیگور سے ملاقات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ۱۲

مجموعی طور پر دونوں شاعر ایک دوسرے کے بارے عزت و احترام کے جذبات رکھتے تھے مثلاً ٹیگور اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

''...... میں چونکہ اس زبان سے ناواقف ہوں جس میں ان کا کلام ہے اس سبب سے میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں ان کی اپج کی گہرائی یا ان کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگا سکوں لیکن ان کی بین الاقوامی شہرت سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ ان میں جاودانی علم و ادب کی عظمت ہے۔ اس چیز نے مجھے اکثر تکلیف پہنچائی ہے کہ نااہل نقادانِ فن کی ایک جماعت میری اور سر اقبال کی ادبی اور علمی کاوشوں کو ایک دوسرے کے مقابل رکھ کے غلط فہمیوں کی نشر و اشاعت میں کوشش کرتی ہے۔ یہ بے جا روش اس ادب کے متعلق بالکل

غلط ہے جو انسانی دل و دماغ کے عالمگیر پہلو سے بحث کرتا ہے اور اس طرح تمام ملکوں اور زبانوں کے شاعروں اور فنکاروں کو ایک برادری میں منسلک کرنے کا ذریعہ مہیا کرتا ہے۔"[۱۳]

اقبال اور ٹیگور کے بلاجواز موازنے اور ٹیگور کیلئے اقبال کے احساسات بیان کرنے کیلئے حرفِ آخر کے طور پر اقبال کے درج ذیل الفاظ دیکھے جاسکتے ہیں جو انھوں نے ایک سوال کے جواب دیتے ہوئے ادا کیے:

"Tagore preaches rest practises action, Iqbal practises rest preaches action."[۱۴]

حوالہ جات:

۱۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۰ء، ص: ۵۱

۲۔ سوکمار سین، رابندر ناتھ ٹیگور، مضمون، مشمولہ، رابندر ناتھ ٹیگور ......فکر و فن، مرتبہ: خالد محمود و شہزاد انجم، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۳۵

۳۔ ایم ایس مکرجی، ٹیگور اور ہماچل، مضمون، مشمولہ، جمناتٹ، چندی گڑھ، سہ ماہی مجلّہ، جلد ۶، شمارہ نمبر۲

۴۔ معین الدین، پروفیسر، قومیت کا تصور اور ٹیگور، مضمون، مشمولہ، رابندر ناتھ ٹیگور ......فکر و فن، مرتبہ: خالد محمود و شہزاد انجم، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۷۲

۵۔ رابندر ناتھ ٹیگور، مکتوب بنام ابالا بوس بتاریخ ۱۹۰۸ء، بحوالہ رابندر ناتھ ٹیگور اور ترقی پسندی، مضمون، از ڈاکٹر از جمند بانو، مشمولہ رابندر ناتھ ٹیگور......فکر و فن، مرتبہ: خالد محمود و شہزاد انجم، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۲ء، ص: ۳۰۹

۶۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۵۹۔۶۱۔۶۲۔۶۵۔۶۸

۷۔ حامد اللہ افسر میرٹھی، مترجم، ماہِ نو، از ٹیگور، دہلی: کتاب خانہ عزیزیہ، ۱۹۲۳ء

۸۔ شانتی رنجن بھٹاچاریہ، اقبال ٹیگور اور نذرل ......تین شاعر ایک مطالعہ، کلکتہ: ہندوستانی آرٹ پریس، ۱۹۷۸ء، ص: ۱۱۵

۹۔ عارف بٹالوی، ڈاکٹر، ٹیگور اور اقبال، لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل، ۱۹۵۱ء، ص: ۴۱

۱۰۔ سیماب اکبرآبادی، مکتوب بنام مسعود اختر جمال، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء، مشمولہ، رسالہ اضطراب، بنارس، ٹیگور نمبر، ماہِ اکتوبر و نومبر، ۱۹۴۱ء، ص: ۷۷۔۷۸

۱۱۔ M. Ikram Chughtai, Iqbal and Tagore, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2003, p. 11

۱۲۔ Afzal Iqbal, Dr., Diary of a Diplomat, Karachi: Hamdard Foundation Press, 1986, p. 26

۱۳۔ رابندر ناتھ ٹیگور، مکتوب بنام ڈاکٹر محمد عباس خان لمعہ، مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۳ء، مشمولہ، رسالہ اضطراب، بنارس، ٹیگور نمبر، ماہ اکتوبر و نومبر، ۱۹۴۱ء، ص: ۲۸

۱۴۔ Allama Muhammad Iqbal, from, Iqbal and Tagore by M. Ikram Chaghatai, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2003, p. 92